سرسیّد احمد خان

(۱۸۱۷ء............۱۸۹۸ء)

سرسیّد کے مورثِ اعلیٰ شاہ جہاں کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ مغلیہ دربار کے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ سرسیّد نے رواجِ زمانہ کے مطابق تعلیم پائی۔ سب سے پہلے عدالت میں بطور سررشتہ دار کام کیا، پھر ترقی کر کے منصف ہو گئے۔ سرکاری ملازمت کے باوجود سرسیّد مسلمانانِ ہند کی اصلاح کے لیے برابر کوشاں رہے۔ انھوں نے پہلے ایک انگریزی سکول مراد آباد اور غازی آباد میں کھولا۔ ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی جو بعدازاں ہندی مسلمانوں کا سب سے اہم تعلیمی، سیاسی اور ادبی مرکز قرار پایا۔ انگریزی سے اُردو میں تراجم کے لیے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی۔ ۱۸۷۰ء میں علمی و ادبی رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' جاری کیا۔ اس رسالے کی پروردہ نسل نے ہماری اجتماعی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے۔

سرسیّد نے اردو میں مضمون کی صنف کو رواج دیا۔ خود کثرت سے مضامین لکھے اور اپنے رفقا سے قومی، تعلیمی، مذہبی، اخلاقی موضوعات پر مضامین لکھوائے۔ سرسیّد کا اسلوبِ نگارش، سادہ، سہل، بے ساختہ اور تصنع سے پاک ہے۔ بابائے اُردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کا کہنا ہے:

> ''من جملہ بے شمار احسانات کے جو سرسیّد نے ہماری قوم پر کیے، ان کا بہت بڑا احسان اُردو زبان پر ہے۔ انھوں نے زبان کو پستی سے نکالا، اندازِ بیان میں سادگی کے ساتھ وسعت پیدا کی۔ سنجیدہ مضامین کا ڈول ڈالا، جدید علوم کے ترجمے کرائے، بے لاگ تنقید اور روشن خیالی سے اُردو ادب میں انقلاب پیدا کیا۔''

سرسیّد ایک بڑے مصلح اور معمارِ قوم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجے کے مصنّف بھی تھے۔ انھوں نے چھوٹی بڑی تیس سے زائد کتابیں لکھیں۔ تقریریں، خطوط اور مضامین کے مجموعے ان کے علاوہ ہیں۔ ان کی اہم تصانیف میں ''آثار الصنادید''، ''رسالۂ اسبابِ بغاوتِ ہند''، ''تبیین الکلام''، ''خطباتِ احمدیہ'' اور ''تفسیرِ قرآن'' شامل ہیں۔

سر سیّد احمد خان

کاہلی

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو لفظ "کاہلی" کے لفظی اور اصطلاحی معنی سے متعارف کرانا۔
۲۔ اُردو مضمون نویسی کے ابتدائی اسلوب سے آگاہ کرنا۔
۳۔ سر سیّد احمد خان کی تحریروں میں موجود مقصدیت سے روشناس کرانا۔
۴۔ اُمتِ مسلمہ کے زوال کے ایک اہم سبب سے آگاہ کرنا۔

یہ اک ایسا لفظ ہے، جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا، کام کاج محنت مزدوری میں چُستی نہ کرنا، اُٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے میں سستی کرنا، کاہلی ہے، مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔

ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ روٹی پیدا کرنا اور پیٹ بھرنا، ایک ایسی چیز ہے کہ بہ مجبوری اُس کے لیے محنت کی جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہے اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ اور وہ جو کہ اپنی روزانہ محنت سے اپنی بسر اوقات کا سامان مہیا کرتے ہیں، بہت کم کاہل ہوتے ہیں۔ محنت کرنا اور سخت سخت کاموں میں ہر روز لگے رہنا، گویا اُن کی طبیعتِ ثانی ہو جاتی ہے، مگر جن لوگوں کو ان باتوں کی حاجت نہیں ہے، وہ اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ کر بڑے کاہل اور بالکل حیوان صفت ہو جاتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقّی بھی کرتے ہیں اور ہزار پڑھے لکھوں میں سے شاید ایک کو ایسا موقع ملتا ہوگا کہ اپنی تعلیم کو اور اپنی عقل کو ضرورتاً کام میں لاوے، لیکن اگر انسان اُن عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قویٰ کو بے کار ڈال دے، تو وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔ انسان بھی، مثل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے اور جب کہ اُس کے دِلی قویٰ کی تحریک سُست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی، تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے اور جسمانی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور انسانی صفت کو کھو کر پورا حیوان بن جاتا ہے۔ پس ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور اُن کو بے کار نہ چھوڑے۔

ایک ایسے شخص کی حالت کو خیال کرو، جس کی آمدنی، اُس کے اخراجات کو مناسب ہو اور اُس کے حاصل کرنے میں اُس کو چنداں محنت و مشقت کرنی نہ پڑے، جیسا کہ ہمارے ہندوستان میں ملکیوں اور لاخراج داروں کا حال تھا اور وہ اپنے دلی قویٰ کو بھی بے کار ڈال دے تو اُس کا حال کیا ہوگا۔ یہی ہوگا کہ اُس کے عام شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جاویں گے۔ مزے دار کھانا اُس کو پسند ہوگا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں اُس کے وحشی بھائیوں میں بھی ہوتی ہیں، البتہ اتنا فرق ہوتا ہے کہ وہ پھواڑ، بدسلیقہ وحشی ہوتے ہیں اور یہ ایک وضع دار وحشی ہوتا ہے۔

ہم قبول کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوستانیوں کے لیے ایسے کام بہت کم ہیں، جن میں اُن کو قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع ملے اور برخلاف اس کے اور ولایتوں میں اور خصوصاً انگلستان میں، وہاں کے لوگوں کے لیے ایسے موقع بہت ہیں اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اگر انگریزوں کو بھی کوشش اور محنت کی ضرورت اور اُس کا شوق نہ رہے، جیسا کہ اب ہے، تو وہ بھی بہت جلد وحشت پنے کی حالت کو پہنچ جاویں گے، مگر ہم اپنے ہم وطنوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں، جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں رہا ہے، اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کی ہے، یعنی اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم کو قوائے قلبی اور قوتِ عقلی کے کام میں لانے کا موقع نہیں ہے، تو ہم کو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ موقع کیوں کر حاصل ہو۔ اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ قصور ہے، تو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ قصور کیوں کر رفع ہو۔ غرض کہ کسی شخص کے دل کو بے کار پڑا رہنا نہ چاہیے، کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہے، تاکہ ہم کو اپنی تمام ضروریات کے انجام کرنے کی فکر اور مستعدی رہے اور جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا، اُس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہے۔

(مقالاتِ سرسیّد: حصّۂ پنجم)

مشق

ا۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا کیا مطلب ہے؟

(ب) انسان کب سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے؟

(ج) کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا کیوں لازم ہے؟

(د) قوم کی بہتری کیسے ممکن ہے؟

۲۔ سبق ''کاہلی'' کے متن کو مدِّنظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کریں۔

(الف) روٹی پیدا کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے:

(i) آرام (ii) محنت

(iii) سفارش (iv) خوشامد

(ب) لوگ بہت کم کاہل ہوتے ہیں:

(i) بے فکر رہنے والے (ii) خوش گپیاں کرنے والے

(iii) روزانہ محنت کرنے والے (iv) خود میں مگن رہنے والے

(ج) ہر ایک انسان پر لازم ہے:

(i) اپنے بارے میں سوچے (ii) مزے دار کھانے کھائے

(iii) حقے کے دھوئیں اڑائے (iv) اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھے

(د) قوم کی بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے:

(i) کاہلی چھوڑ کر (ii) فکرمندی چھوڑ کر

(iii) خوش و خرم رہ کر (iv) پریشان رہ کر

۳۔ موزوں الفاظ سے خالی جگہیں پُر کریں۔

(الف) اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے میں سُستی کرنا.................. ہے۔

(نیند، کاہلی، بے کاری، بے عملی)

(ب) جب اس کے دلی قویٰ کی تحریک سُست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی.................. میں پڑ جاتا ہے۔

(انسانی خصلت، حیوانی خصلت، حیوانی جبلت، انسانی کم زوری)

(ج) ہمارے ملک میں، جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں رہا ہے، اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہم نے.................. اختیار کی ہے۔

(کاہلی، بے راہ روی، قمار بازی، تماش بینی)

(د) کسی شخص کے دل کو.................. پڑا رہنا نہ چاہیے۔

(مصروف، فکرمند، بے کار، غم زدہ)

۴۔ درجِ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

کاہلی، عقل، عارضی، وحشی، شک، مصروف

۵۔ درست بیان کے آگے (✓) اور غلط بیان کے آگے (×) کا نشان لگائیں:

(الف) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔

(ب) ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے ضروری نہیں۔

(ج) یہ سچ نہیں ہے کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقی بھی کرتے ہیں۔

(د) کاہلی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔

۶۔ اِعراب لگا کر درست تلفّظ واضح کریں۔

کاہل، قویٰ، طبیعت، تحریک، رفع

۷۔ سرسیّد نے اس مضمون میں دو طرح کی کاہلی میں فرق کیا ہے: ایک وہ جو ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنے کا نام ہے اور دوسری وہ کاہلی ہے، جس میں انسان کے دِلی قویٰ بے کاری میں پڑ جاتے ہیں۔ سرسیّد دوسری کاہلی کو بُری کاہلی قرار دیتے ہیں۔ غور کر کے بتائیں کہ دلی قویٰ کی بے کاری کا کیا مطلب ہے اور انسان کیسے دلی قویٰ کی بے کاری کے بعد حیوان اور وحشی ہو جاتا ہے؟

۸۔ قوتِ عقلی وہ انسانی صلاحیت ہے، جو ہر شے، ہر مشکل، ہر مسئلے کو سمجھنے اور سُلجھانے کا قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔ کسی ایسے مسئلے کی نشان دہی کریں، جسے آپ نے اپنی عقل کی مدد سے سُلجھایا ہو۔

مضمون:

مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تأثرات کا تحریری اظہار، مضمون کہلاتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے، پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دلچسپ پیرائے میں اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، ادبی۔ تاہم ادب میں ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی

اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے، جس میں کہانی نہ ہو، خیالات، تأثرات اور جذبات ہوں۔

مضمون کی اس تعریف کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ''انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات'' پر مضمون لکھیں۔

سرگرمیاں:

۱۔ کلاس کے بچوں کے درمیان محنت کے موضوع پر تقریری مقابلہ کرایا جائے۔

۲۔ بچوں سے کسی موضوع پر مضمون لکھوائیں اور اسے جماعت کے کمرے میں پڑھ کر سنایا جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ، طلبہ کو مضمون کی صنف سے متعارف کرائیں۔

۲۔ سرسیّد احمد خان کا تعارف اور ان کے اسلوب کی چیدہ چیدہ خصوصیات طلبہ کو بتائی جائیں۔

۳۔ طلبہ کو کوئی ایسا واقعہ یا کہانی سنائیں، جس سے وہ سُستی اور کاہلی سے متنفر ہوں۔

۴۔ طلبہ کو ادب اور مقصدیت کے باہمی تعلق اور تال میل سے آگاہ کریں۔